Pathway to Ilm |

ماہانہ آرٹیکل

جمادى الأخرى 1446 / دسمبر 2024 | شمارہ: 6

قصر نماز: شریعت میں حکم اور سفر کی مسافت

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

سفر زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے، چاہے کوئی حج اور عمرہ جیسی عبادات کے لیے سفر کرے یا کام اور تفریح کے لیے۔ یہ سفر جہاں مواقع اور نئے تجربات لاتا ہے، وہیں چیلنجز اور مشکلات بھی پیش کرتا ہے ان مشکلات کے پیشِ نظر، اللہ تعالیٰ نے اپنی لامحدود رحمتوں سے آسانیاں عطا کی ہیں، جیسے نماز کو قصر کرنا، تاکہ مسلمان بغیر کسی مشقت کے اپنی عبادت کو جاری رکھ سکیں۔ ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ"

"سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، یہ تم سے آرام اور کھانے کو روک دیتا ہے، پس جب وہ اپنے مقصد کو پورا کر لے تو اسے چاہیے کہ جلد اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔"

سفر میں نماز قصر کی مشروعیت کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت قصر کے جواز اور اس کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ﴾ (النساء:101)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز کو قصر کرلو۔

احادیثِ مبارکہ میں اس کی مشروعیت کا تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ہے۔

حضرت یعلٰی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

(تم پر گناہ نہیں ہے کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر) اب لوگ کافروں کے حملے سے محفوظ ہو گئے (کیا اب بھی قصر کرنا جائز ہے؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طرح تمہیں تعجب ہوا تھا، مجھے بھی ہوا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ (قصر) صدقہ (تحفہ) ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، پس تم اس صدقے کو قبول کرو۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 686، سنن أبي داود، رقم الحدیث: 1199)

سفر میں قصر مباح ہے یا واجب؟

حنفیہ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا اصل عزیمت ہے اور واجب ہے، اگر کوئی مکمل نماز پڑھے گا قصر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ کیوں کہ مسافر کے حق میں نماز فرض ہی قصر ہوئی ہے۔ (بدائع الصنائع: 1/91)

حدیث شریف میں ”فاقبلوا صدقتہ“ امر کا صیغہ ہے، جو وجوب پر دلالت کرتا ہے اور آیت کریمہ میں: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ سے یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ گناہ سے نفی کا اطلاق صرف رخصت کے مواقع پر کیا جاتا ہے، واجب سے نفی کے موقع پر نہیں کیا جاتا، کیوں کہ سورۂ بقرۃ میں ہے: فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا (البقرۃ:158) سعی واجبات میں سے ہے، لیکن سعی کرنا گناہ نہیں ہے، اس سے گناہ کی نفی کے لیے فلا جناح کا لفظ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ سے رخصت یا محض جواز ثابت نہیں ہوگا۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قصر نماز ایک رخصت ہے، یعنی یہ ایک سہولت ہے، فرض یا واجب نہیں ہے۔ ان کے نزدیک مسافر چاہے تو نماز کو قصر کرے یا مکمل پڑھے، اور یہ اختیار مسافر کی حالات اور اس کی ترجیح پر مبنی ہے۔ تاہم، ان کے مطابق قصر کرنا افضل ہے۔

علامہ بغوی نے نقل کیا ہے کہ اکثر علماء اس مسئلے میں احناف کے ہم خیال ہیں۔ اسی طرح، ابن منذر نے یہ رائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، اور امام مالک و امام احمد رحمہا اللہ تعالیٰ (ایک روایت کے مطابق) سے بھی نقل کی ہے۔

قصر نماز کے وجوب کی دلیل درج ذیل حدیث سے بھی ملتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلاَةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلاَةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلاَةِ الْحَضَرِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بیان کرتی ہیں کہ: "نماز ابتدا میں دو دو رکعات فرض کی گئی تھی، سفر اور اقامت (گھر پر) دونوں حالتوں میں۔ پھر سفر کی نماز کو اسی طرح باقی رکھا گیا (جیسے ابتدا میں تھی)، جبکہ اقامت کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔" (صحیح مسلم: 685)

سفرِ شرعی کی مسافت

زیادہ تر حنفی علماء شرعی سفر کی مسافت کو جدید پیائش کے مطابق 77.24 کلومیٹر (48 میل) کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ یہ مسافت اصل میں تین دن کے سفر پر مبنی ہے، جو صبح سے دوپہر تک معتدل رفتار سے چلنے پر محیط ہے۔

برِصغیر میں جمہور حنفی علماء کے نزدیک انگریزی کلومیٹر کے اعتبار سے سفر کی شرعی مسافت 77.24 کلومیٹر ہے، میل کے اعتبار سے اڑتالیس میل اور اصل کے اعتبار سے تین دن صبح سے لے کر دوپہر تک کا معتدل سفر ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک شرعی سفر کی مسافت دو دن کے مسلسل پیدل سفر کے بقدر ہے۔ اس میں بھی یومیہ ۱۲ گھنٹے چلنے کا اعتبار ہے۔

حنفیہ کے نزدیک شرعی سفر کی مسافت تین دن صبح سے لے کر دوپہر تک چلنا ہے، جس میں ضرورت طبعی بھی شامل ہے، جس کی تحدید علمائے کرام نے چھ گھنٹے یومیہ پیدل چلنے سے کی ہے۔

عن شريح بن هانئ قال أتيت عائشة رضى الله عنها اسألها عن المسح على الخفين. فقالت: بابن ابى طالب فاسأله، فإنه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه، فقال: جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر، ويوما وليلة للمقيم. (صحيح مسلم، رقم الحديث:686)

حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ پھر ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتوں کی مدت مقرر فرمائی، اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:686)

جمہور علمائے اُحناف کے نزدیک 48 میل انگریزی کے حساب سے ستتر کلو میٹر مسافت قصر ہے۔ یہاں شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ 48 میل انگریزی کا حساب کس اعتبار سے کیا گیا۔ حالاں کہ سلف صالحین میں سے تو یہ قول کسی کا بھی نہیں ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا حسین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

کتب فقہ میں حکم میلوں پر نہیں ہے، بلکہ تین دن تین رات کی مسافت اوسط ایام سال میں متوسط آسانی رفتار یا اونٹ کی رفتار سے جملہ حوائج انسانیہ اکل و شرب، پیشاب وپاخانہ وغیرہ اور حوائج شرعیہ نماز وغیرہ انجام دیتے ہوئے اکثر حصہ یوم ولیلہ جو قطع ہو سکے وہ مسافت سفر ہے، اس قاعدہ سے بمشکل 16 میل چلا جاسکتا ہے۔ بلکہ 15 میل چلنا بھی دشوار ہوگا۔ اس لیے بعض حضرات 12 میل روزانہ اور بعض حضرات 15 میل قرار دیتے ہیں ہمارے اکابر نے 16 میل روزانہ احتیاط کے طور پر قرار دیا ہے، اس سے زائد قرار دینا غیر معقول ہے۔ (فتاوی شیخ الاسلام: ص48-47)

گویا جمہور علمائے دیوبند کے نزدیک مسافتِ قصر 48 میل انگریزی کے فتوی کی بنیاد موجودہ زمانے میں تین دن کی اوسط رفتار پیدل چلنے پر رکھی گئی ہے۔

مسافت سفر کہاں سے شمار ہوگی؟

جو مسافر 48 میل (77.24 کلو میٹر) کا فاصلہ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی مقام پر 15 دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ نہ ہو، وہ اپنی شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی قصر نماز پڑھنا شروع کر دے گا۔ واپسی پر جب وہ اپنے شہر کی حدود میں داخل ہوگا تو مکمل نماز ادا کرنا دوبارہ شروع کر دے گا۔

ا۔ اگر اس مقام سے جہاں سے سفر شروع کیا جارہا ہے، اس مقام تک جہاں جانا ہے، کل مسافت اڑتالیس میل یعنی 77.24 (ستتر اعشاریہ چوبیس) کلو میٹر ہے تو شہر کے حدود سے نکلنے کے بعد مذکورہ شخص پر احکامِ سفر جاری ہوں گے، یعنی قصر نماز حدودِ شہر سے باہر نکلنے پر پڑھے گا، خواہ دونوں شہروں کا درمیان فاصلہ 77.24 (ستتر اعشاریہ چوبیس) کلو میٹر سے کم ہو، کیوں کہ مسافتِ سفر میں اس مقام اور جگہ کا اعتبار ہے، جہاں سے سفر شروع کیا جارہا ہے اور جہاں تک اسے جانا ہے، کچہری کا اعتبار نہیں، لہٰذا اگر دونوں جگہوں کے درمیان فاصلہ مسافتِ سفر کے بقدر ہے تو شہر کی حدود سے باہر نکلنے کے بعد احکامِ سفر جاری ہوں گے، ورنہ نہیں۔

۲۔ جہاں تک شہری حدود کے تعین کا تعلق ہے تو انتظامی طور پر عام طور سے حکومت کی طرف سے مختلف علامات کے ذریعے شہروں کے حدود متعین کر دیے جاتے ہیں، جن کی مدد سے شہر کے حدود معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

جب حدود شہر معلوم ہوگئے تو اب حکم یہ ہے کہ مسافر شخص جب ان حدود سے آگے گزر جائے گا تو احکامِ سفر اس پر جاری ہوں گے۔

شہری آبادی سے متصل کالونیاں، محلے اور اسی طرح مضافاتِ شہر میں واقع شہری ضروریات کے لیے بنائی گئی جگہیں، مثلاً گھڑ دوڑ کا میدان، اسٹیشن، ہسپتال، قبرستان، کارخانے وغیرہ سب کے سب حدودِ شہر کے اندر داخل سمجھے جائیں گے۔

۳۔ جو شہر مسافتِ سفر اڑتالیس میل سے زیادہ وسیع ہوگئے ہیں، تو ایسی صورت میں جب تک مسافر اس وسیع وعریض شہر کی حدود سے نکل نہیں جاتا، اس وقت تک شرعی طور پر مسافر نہیں کہلائے گا، لہٰذا حدود شہر سے پہلے قصر کرنا جائز نہ ہوگا، البتہ حدود پار کرنے کے بعد احکامِ سفر جاری ہوں گے۔

اس پر تو سب علماء کا اتفاق ہے کہ مسافر پر سفر کے احکام اس وقت جاری ہوتے ہیں جب وہ شہر یا گاؤں کی حدود سے باہر نکل جائے، جب تک وہ ان حدود میں رہے گا اس وقت تک اس کے لیے قصر کرنا جائز نہیں، لیکن مسافتِ شرعی (77.24) کا اعتبار کہاں سے شروع ہوگا؟ آیا گھر سے نکلنے کے بعد سے یا شہر کی حدود سے نکلنے کے بعد سے اگلے شہر یا گاؤں کی حدود تک؟ یعنی مسافر جہاں سے چلا ہے اور جہاں جانے کا اردہ ہے عین ان دو جگہوں کے درمیان اڑتالیس میل (77.24 کلو میٹر) کے فاصلے کا اعتبار ہے یا ایک شہر کی حدود سے دوسرے شہر کی حدود تک کی مسافت کا اعتبار ہے؟ اس بارے میں علماءِ عصر کا اختلاف ہے۔

میں دونوں رائے نقل کرتا ہوں:

1. ایک رائے یہ ہے کہ گھر سے مقامِ مقصود تک کی درمیانی مسافت کا اعتبار ہے خواہ دونوں شہروں کا درمیانی فاصلہ 77.24 کلو میٹر ہو یا نہ ہو، کیونکہ مسافتِ سفر میں اس مقام اور جگہ کا اعتبار ہوتا ہے جہاں سے سفر شروع کیا جارہا ہے اور جہاں تک اسے جانا ہے، لہٰذا اگر دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ مسافتِ سفر کے بقدر ہے تو شہر کی حدود سے باہر نکلنے کے بعد احکامِ سفر جاری ہوں گے اگرچہ دونوں شہروں کی حدود کے درمیان 77.24 سے کم فاصلہ ہو۔

2. دوسری رائے یہ ہے کہ مسافتِ سفر کو شہر کی آبادی کے کنارے سے دوسرے شہر یا گاؤں کی آبادی کے شروع والے کنارے تک ناپا جائے۔ اگر یہ فاصلہ بقدر سفرِ شرعی (77.24 کلو میٹر) بنتا ہو تو یہ شرعی سفر ہوگا اور سفر کنندہ پر احکامِ سفر جاری ہونگے ورنہ نہیں۔

مسافر قصر نماز کہاں سے پڑھے گا؟

جو شخص مسافتِ سفر یعنی 48 میل یا 77.24 یعنی تقریباً سوا ستتر کلو میٹر کی مسافت تک سفر کے ارادے سے نکلا ہو اور کسی ایک شہر یا بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو تو ایسا شخص اپنے شہر کی آبادی اور حدود ختم ہونے کے بعد یعنی اپنے شہر سے نکلتے ہی قصر نماز ادا کرے گا۔ اور جب سفر سے واپسی پر اپنے شہر کی حدود میں داخل ہوگا تو اب مکمل نماز ادا کرے گا۔

کیا ایئرپورٹ پر قصر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

اگر ایئرپورٹ شہر کی حدود کے اندر واقع ہو، تو اسے شہر کے حکم میں شمار کیا جائے گا، اور وہاں پہنچنے پر وہ شخص مسافر نہیں سمجھا جائے گا۔ اس صورت میں قصر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

لیکن اگر ایئرپورٹ شہر کی حدود سے باہر ہو، تو وہاں پہنچنے کے بعد وہ شخص مسافر شمار ہوگا، اور قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔

قصر نماز کیسے پڑھیں؟

سفر کے دوران، ظہر، عصر، اور عشاء کی چار رکعت فرض نماز کو قصر کرتے ہوئے دو رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ یہ اصول انفرادی طور پر ادا کی جانے والی نماز پر بھی لاگو ہوتا ہے اور اس امام کے پیچھے بھی، جو خود مسافر ہو۔ تاہم، مغرب کی فرض نماز اور عشاء کی وتر واجب اپنی اصل رکعتوں میں ہی ادا کی جاتی ہیں۔ اگر دورانِ سفر کوئی مسافر کسی مقیم امام کے پیچھے نماز ادا کرے، تو اسے امام کی پیروی کرتے ہوئے مکمل نماز پڑھنی ہوگی۔

سنت مؤکدہ نمازیں، جو عام حالات میں تاکید کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں، سفر کے دوران غیر مؤکدہ ہو جاتی ہیں۔ البتہ اگر وقت اور حالات اجازت دیں، تو ان نمازوں کو ادا کرنا مستحب ہے۔ عشاء کی وتر نماز، جو واجب ہے، اسے ہر حالت میں ادا کرنا ضروری ہے۔

اگر سفر کے دوران کوئی نماز قضا ہو جائے، تو اسے بعد میں قصر کی صورت میں ہی ادا کیا جائے گا، چاہے وہ شخص اپنے گھر واپس ہی کیوں نہ آ چکا ہو۔ مثال کے طور پر، اگر کسی کی سفر کے دوران ظہر کی نماز قضا ہوئی تو جب وہ اپنے گھر آ کر قضاء نماز پڑھے گا تو وہ دو رکعت ہی پڑھے گا، کیونکہ قضاء اس نماز کے حکم کے مطابق ہوگی، جو سفر کے دوران قصر کی صورت میں تھی۔

جمع بین الصلاتین کا حکم:

جمع صوری کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں، البتہ جمع حقیقی جائز ہے یا نہیں، اِس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ: عرفات میں جمع تقدیم اور مزدلفہ میں جمع تاخیر مشروع ہے، اِس کے علاوہ کسی عذر یا موقع پر جمع بین الصّلاتین خواہ تقدیم ہو یا تاخیر، جائز نہیں۔

ائمہ ثلاثہ: جمع حقیقی مطلقاً جائز ہے، یعنی جمع تقدیم بھی کی جاسکتی ہے اور جمع تاخیر بھی، البتہ جمع بین الصّلاتین کے جواز کیلئے ائمہ ثلاثہ کے مسلک میں بھی کافی شرائط و تفصیلات ہیں، جس کو اُن کی کتابوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

لٰہذا یہ ضروری ہے کہ انسان اپنے امام کے مذہب کے اصولوں کی پیروی کرے تاکہ عمل میں تسلسل برقرار رہے اور مختلف مذاہب کے احکام کو ملا کر عمل کرنے سے بچا جا سکے، کیونکہ ایسا کرنا شرعی احکام کے غلط اطلاق کا سبب بن سکتا ہے۔

حوالہ جات: بدائع الصنائع (الکاسانی)، فتاوی شیخ الاسلام (مولانا حسین احمد مدنی)، نفحات التنقیح (مولانا سلیم اللہ خان)، الفقہ علی المذاہب الأربعۃ (عبدالرحمن الجزیری)، الفقہ الاسلامی وادلتہ (ڈاکٹر وہبہ الزحیلی)، قاموس الفقہ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

تحریر: ڈاکٹر شبیر احمد